UNIVERSAL LIBRARY
OU_224826
UNIVERSAL LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالعلوم ندوۃ العلما کی گذشتہ تاریخ
اور
اُسکی موجودہ ضرورتین

ندوۃ العلما ایک مذہبی انجمن ہے جو ہندوستان مین نہین بلکہ ساری دنیا مین علمائے کرام و مشائخ جلیل القدر کی سب سے پہلی تحریک ہے جسمین اُنکی متفقہ کوشش شریک ہے اور سب سے پہلی آواز ہے جس نے نہایت بلند آہنگی سے اس بات کو تسلیم کیا کہ موجودہ زمانہ مین علما کی بے ہمتی و پریشانی اور اُنکی پست خیالی اور مُردہ دلی اور بیکار زندگی کا ذمہ دار اس زمانہ کا نصاب درس اور طریقہ تعلیم ہے اُسنے اپنی عملی زندگی کا آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے ہندوستان کے نامور علما کو جو زمانۂ دراز سے گوشۂ عافیت مین بیٹھنے اور اپنے اپنے حلقہائے اثر پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے ایک مرکز پر مجتمع کرنے کی کوشش کی۔

ہندوستان کی تاریخ مین ۱۳۱۱ھ کا وہ مہینہ اور وہ دن لاثانی تھا جبکہ اُسکے مختلف حصون سے مختلف الخیال علما ایک جگہ مجتمع ہوئے اور تبادلۂ خیالات سے اُن کو باہم کر صاف دلی سے ہاتھ

Checked 1908

پڑھانے کا موقع ملا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں بقید حیات تھے جناب ممدوح نے ندوۃ العلما کا حال سنکر بذریعہ عنایت نامہ اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی اور اسکی سرپرستی منظور کی۔

ہندستان میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مرادآبادی کا سایہ عاطفت قائم تھا انھون نے اس انجمن کے لئے دعاے خیر فرمائی اور اپنے خلیفہ خاص مولانا سید محمد علی صاحب بانی ندوۃ العلما کو اجازت دی کہ وہ اسکی خدمت کرین۔

علما و مشائخ کے علاوہ جدید تعلیم کے حامیون و سرسیدیون نے بھی اس انجمن کی ضرورت کو تسلیم کیا سرسید نواب محسن الملک نواب وقار الملک اور جسٹس سید محمود نے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اس کا خیر مقدم کیا اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں دو بار بمقام علیگڈہ و شاہجہانپور اسکی تائید میں تجویزین منظور کین۔

اصلاح نصاب

بہرحال ہندوستان میں ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین اور ندوۃ العلما کے اجلاس سال بسال مختلف مقامات پر نہایت عالی پیمانہ پر ہوتے رہے اور مدتون کے غور و بحث کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ نصاب درس کی فضول کتابون کا وہ انبار جو طلبہ کی علمی زندگی کے دو تہائی برباد کرتا تھا نکال کر موزون و مناسب کتابین رکھی جائین جو علوم دینیہ میں کارآمد ہو سکیں و وجود وقت اس طریقہ سے بچ جائے اسمین ادب کی وہ کتابین رکھی جائین جن سے عربیت کا مذاق صحیح اور قرآن و حدیث کے سمجھنے کا سلیقہ درست پیدا ہو نیز تاریخ جغرافیہ حساب اقلیدس اور زبان انگریزی

کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ دی جا سکے جس سے اُن مسلمانون کی موجودہ حالت اور اُنکی دنیوی زندگی سے واقفیت پیدا ہو اور وہ اُنکی رہبری صحیح معنون مین کر سکین -

دارُالعُلوم

ان کامون سے فارغ ہونے کے بعد سنہ ۱۳۱۶ھ مین اُس نے لکھنؤ مین دارالعلوم کی بُنیاد ڈالی جسمین اُسی اصلاح شدہ نصاب کے موافق اور کتابی تعلیم کو عملی طریقہ پر تعلیم دینے کا کام شروع کیا، ابتدا مین اسکا درجہ ابتدائی کھولا گیا اور باوجود چند در چند رکاوٹون اور مالی مشکلون کے اُس نے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے دارالعلوم کے درجہ پر پہونچ گیا اور ۱۳۲۲ھ مین درجہ تکمیل کھولدیا گیا، جسمین ہر ایک شخص کو عالم ہونے کے بعد دو برس تک صرف ایک فن کی تعلیم دیجاتی ہے اور اُسکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ قدما کی تصنیفات کا مُطالعہ کرے اس طریقہ سے آٹھ برس مین ایک شخص عالم ہو سکتا ہے اور دو برس تک درجہ تکمیل مین رہنے کے بعد حدیث شریف یا ادب عربی مین فاضل مستند کا درجہ حاصل کر سکتا ہے -

اِس دارالعلوم کی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ علوم و فنون مُتداولہ صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، عروض، قافیہ، ادب، منطق، فلسفہ، فقہ، اُصول فقہ، حدیث، اُصولِ حدیث، تفسیر اور اُصولِ تفسیر مین واقفیت تامہ رکھنے کے ساتھ یہان کا پڑھا ہوا علوم عربیہ مین پوری مہارت حاصل کر لیتا ہے، وہ لکھنے پڑھنے عربی بولنے اور عربی زبان مین بے ساختہ تقریر کرنے اور اُردو زبان مین روانی و سلاست کے ساتھ خطبہ دینے مین تمام ہندوستان کے مدارس اسلامیہ کے فارغ التحصیل لوگون سے بالکل الگ نظر آتا ہے -

وہ باوجود ان تمام خوبیون کے حساب، اقلیدس، ریاضی اور ادب انگریزی مین بھی بکار آمد

معلومات رکھتا ہے اور ضروریات زمانہ سے باخبر ہونے کے ساتھ دنیوی زندگی کی جد وجہد
مین بھی انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ سے وہ پیچھے نہین رہ سکتا بلکہ ایسے بہت سے فارغ التحصیل طلبہ
ہین جنھون نے دارالعلوم سے نکل کر صرف چھ برس مین انگریزی اسکولون اور کالجون مین داخل
ہوکر بی اے اور ایم اے تک ترقی کرلی ہے -

عظیم الشان کتب خانہ

ندوۃ العلما نے صرف دارالعلوم قائم کرنے پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکے ساتھ ساتھ ایک
عظیم الشان کتب خانہ کی بنیاد ڈالی ہے جسمین ابتک ۱ ۹ ۴ ۹ کتابین داخل ہوچکی
ہین اور علاوہ مطبوعات یورپ مصر قسطنطنیہ ٹیونس قازان طہران وغیرہ کے ۹۲۱ کتابین
قلمی اور اکثر نادرالوجود ہین جو مصنفین کے ہاتھون کی لکھی ہوئی یا مصنفین کے قریب زمانہ
مین لکھی گئی ہین اور اُن پر نامور علما کے خطوط موجود ہین -

ندوۃ العلما کے نتائج

جس وقت ندوۃ العلما نے اپنے وجود کا اظہار کیا تمام ہندوستان کی جانب سے صدائے
لبیک بلند ہوئی اور اسکی شہرت ہندوستان سے گذر کر مصر و شام تک پہونچی اور اسلامی دُنیا
کے گوشہ گوشہ مین پھیل گئی اور جسوقت ندوۃ العلما کی عملی زندگی کا آغاز ہوا اور ہندوستان کے
جن مدرسون اور انجمنون نے ابتدا مین اسکی مفید عام تحریک کے ردو قبول مین پس و پیش کیا تھا
وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے زیر اثر حلقون مین نصاب و طریقۂ تعلیم کی اصلاح پر مجبور ہوئے -
علامہ رشید رضا ایک مصری فاضل نے ندوۃ العلما کے قائم کردہ اصول پر

مصر مین الدّعوة والارشاد کے نام سے ایک مدرسہ کھولا جسکو ندوۃ العلما کی بہت بڑی کامیابی سمجھنا چاہیئے۔

ندوۃ العلما کی عظیم الشان درسگاہ سے جو اب تک فارغ التحصیل ہو چکے ہین اُن کی علمی قابلیت کی برتری اور ضرورت شناسی نے خود بخود اُن کو ملک مین رُوشناس اور مشہور کر دیا ہے اور وہ لکھنؤ، حیدرآباد، اعظم گڈھ، مونگیر، کلکتہ، امرتسر، پُونا، ناگپور، بنگلور، اور رنگون وغیرہ مختلف ممالک مین اپنی علمی قابلیت اور اسلامی حمیت کا پُورا ثبوت دے رہے ہین۔

اعظمگڈھ مین دارالمصنفین اُنھین علما کا قائم کیا ہوا ہے اور اُسکو وہی چلا رہے ہین جو ندوۃ العلما کی درسگاہ اعظم سے فارغ ہو کر نکلے ہین اور یہ ایک ایسی اسلامی خدمت ہے جسکے ادا کرنے سے اب تک قدیم و جدید تعلیم یافتہ جماعت قاصر رہی ہے۔

سرائے میر ضلع اعظم گڈھ مین ایک عظیم الشان مدرسہ دارالعلوم ندوۃ العلما کے نمونہ پر دارالعلوم ندوۃ العلما کے تعلیم یافتہ لوگون نے قائم کر لیا ہے جسکے پرنسپل اور اساتذہ ندوۃ العلما کے فارغ التحصیل علما ہین اور نہایت خاموشی کے ساتھ کام کر رہے ہین اور مشرقی حصۂ ملک کے مُسلمان اُس سے مُستفید ہو رہے ہین۔

ندوۃ العلما کے اصول پر بنگال، مدراس، بہار، اور رنگون مین انجمن علما کے نام سے انجمنین قائم ہوئی ہین جو بلاشبہ ندوۃ العلما کی کامیابی کی دلیل ہین اور ارکان ندوۃ العلما کو خوشی ہے کہ جو خدمت ملک و ملت کی وہ کر رہے ہین اُسکے نتائج ظاہر ہو رہے ہین۔

ان انجمنون کے علاوہ تقریبًا پندرہ انجمنین معین الندوہ کے نام سے ملک کے مختلف حصون مین قائم ہین اور وہ ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض کو ملک مین پھیلا رہے ہیں۔

ان سب باتون سے اس بات کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے کہ ندوۃ العلما کے اصول

کتنے مضبوط اور اسکا طریق عمل کتنا مفید ہے -

ندوۃ العلما کی مالی حالت

اس بیس بائیس برس کے عرصہ مین جو اعتبار اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے ندوۃ العلما نے پیدا کیا ہے اُس کا ثبوت یہ ہے کہ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور خلد اللہ ملکہٗ کی جدہٗ ماجدہ دام اقبالہا نے پچاس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم بغرض تعمیر دار العلوم مرحمت فرمائی اور گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے ازراہ مہربانی تقریبًا بتیس بگھیہ کا ایک وسیع وخوشنما قطعہ اراضی کا دریاے گومتی کے کنارے لکھنؤ مین عمارت دار العلوم کے واسطے عطا فرمایا - نیز چھ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد انگریزی زبان اور علوم دنیوی کے لیئے دینا منظور فرمایا -

اسی طرح علیا حضرت بیگم صاحبہ فرمان رواے بھوپال دامت سلطنتہا نے تین ہزار روپیہ سالانہ کی امداد عنایت کی جو ماہ بماہ ندوہ کو ملتی رہتی ہے -

علاوہ اسکے رُوسائے شاہجہانپور کی فیاضی سے کچھ زمینداری بطریق وقف ندوۃ العلما کو حاصل ہوئی ہے جسکو ندوۃ العلما نے ٹھیکہ پر دیدیا ہے اور مبلغ سات سو روپیہ سالانہ اُسکی آمدنی سے ملتا رہتا ہے -

وظائف کی مدمین تین سو روپیہ سالانہ ریاست بہاولپور سے ملتا ہے، اور تقریبًا دو ہزار روپیہ سالانہ مدراس کے سیرچشم وفیاض طبیعت مسلمانون نے مقرر کیئے ہین جن سے طلبائے غیر مستطیع کو مدد دی جاتی ہے، علاوہ اسکے کچھ اور وظائف بھی ہین جو بعض ارکان ندوۃ العلما نے عنایت فرمائے ہین -

دفتر ندوۃ العلما کے مصارف کے لئے سو روپیہ سکہ عثمانیہ دولت آصفیہ حیدرآباد دکن سے

ملتا ہے اور یہ عطیہ ندوۃ العلما کو اُسوقت حاصل ہوا تھا جبکہ اُس کو قائم ہوئے دو چار مہینے گذرے تھے اور جبکہ اُسکے دفتر کا معمولی خرچ پندرہ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین تھا۔ اس واسطے یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ اُسوقت اگر ندوۃ العلما کو یہ عطیہ نہ ملتا تو اُسکے وجود کا قائم رہنا دشوار تھا۔

بہرحال ندوۃ العلما کی مستقل آمدنی اس وقت گیارہ ہزار سات سو باون روپیہ کی ہے اور اس سال تخمینہ آمد وصرف کی میزان سینتالیس ہزار چار سو تین روپیہ نو آنہ سات پائی ہے۔

ندوۃ العلما کی ضرورتین

سب سے زیادہ ضروری سوال ندوۃ العلما کے مداخل ومخارج کے برابر ہونے کا ہے، جو بوجہ قلت سرمایہ کے میسر نہین ہوتا۔ جب تک کہ اُسکی مستقل آمدنی اسقدر نہو جائے کہ اُس سے دار العلوم کی تمام ضرورتین پوری ہو جایا کرین اُسوقت تک دار العلوم کے حیات و بقا ہمیشہ معرض خطر مین رہے گی اور چندہ برائے چندے کا خیال دلونمین کانٹے کی طرح سے چبھتا رہے گا۔ علاوہ اسکے کام کرنے والون کا جو بیش بہا وقت دار العلوم کی اندرونی اصلاح وترقی پر صرف ہونا چاہیئے وہ روپیہ پیدا کرنے اور اُس کے مداخل ومخارج کو برابر کرنے کی فکرون مین مصروف رہے گا۔

اسکو بھی جانے دیجیے! سوچنا یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم وتربیت کے لیئے جو دار العلوم کا نصب العین ہے قابل اساتذہ اور بہترین ساز وسامان کی ضرورت ہے جو بغیر معقول آمدنی کے ممکن نہین، عربی علم ادب، اور انگریزی کا اسٹاف کافی ہے کیونکہ لوکل گورنمنٹ

جو پانچ سو روپیہ ماہوار عطا کرتی ہے وہ اسی صیغہ مین صرف کیا جاتا ہے، لیکن مذہبی تعلیم وتربیت کے مصارف تمام تر عام چندے پر منحصر ہین جسکی مقدار اسقدر ناکافی ہے کہ ہمیشہ مشکلات کا سامنا رہتا ہے، اگر یہی حالت باقی رہی تو مذہبی و دنیوی صیغہ کا توازن قائم نہین رہ سکتا، جو نہایت قابل توجہ ہے۔

ایک دوسری چیز جسکی طرف فوری توجہ کی حاجت ہے وہ طلبہ کے وظائف کا انتظام ہے، جسکے واسطے بڑے سرمایہ کی حاجت ہے، اسوقت اٹھارہ سو روپیہ سالانہ اس مد پر صرف ہو رہا ہے مگر یہ ایسی ضرورت ہے کہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ بھی اس کام کے لئے تھوڑے ہین، جسقدر زیادہ طلبہ کو وظائف دیکر اُن کو دار العلوم سے فائدہ اُٹھانے کا موقع دیا جائے گا اُسی قدر دار العلوم کا فائدہ عام ہو سکتا ہے ورنہ قوم کے جو ہونہار نوجوان دار العلوم کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہین اور جنکی صدہا درخواستین ہر سال بوجہ قلت سرمایہ کے مسترد کر دینی پڑتی ہین، وہ تعلیم و تربیت سے محروم ہی رہجائینگے۔

سلسلۂ تعمیرات

دار العلوم کی موجودہ عمارت نواسی (۸۹) ہزار روپیہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے مگر اُس کی تکمیل ہنوز باقی ہے جسکے واسطے تقریبًا بیالیس ہزار روپیہ اور درکار ہے۔

دار الاقامۃ (بورڈنگ ہوس) کی تعمیر زیر تجویز و ملتوی پڑی ہوئی ہے اور اسکی تعمیر کے واسطے موافق نقشہ مجوزہ کے ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ کی رقم چاہیئے۔ اس عمارت کے اب تک نہ بننے سے دار العلوم کا نصف حصہ درسگاہ کے طور پر کام دیتا ہے اور نصف حصہ مین طلبہ کی ماند و بود کا انتظام کیا گیا ہے اور سال پیوستہ مین جبکہ وہ بھی ناکافی سمجھا گیا

تو ایک مکان دار العلوم سے تقریبًا نصف میل کے فاصلے پر ایک سو اسّی ۱۸۰ روپیہ سالانہ کرایہ پر لے لیا گیا ہے اور اب طلبہ کا کچھ حصّہ دار العلوم مین اور کچھ اُس مکان مین رہتا ہے، جسکی وجہ سے انتظام مین ارکان ندوۃ العلما کو بہت سی دقتین پیش آتی رہتی ہین اور طلبہ کے دو حصّون پر منتقل ہو جانے سے مصارف کا بار بھی بڑھ گیا ہے۔

ندوۃ العلما کے وسیع اور شاندار کتب خانہ کے لئے کوئی عمارت نہین اب تک وہ دار العلوم سے قریبًا دو میل کے فاصلہ پر شہر کے اندر ایک کرایہ کے مکان مین ہے، جس کا کرایہ دو سو چار روپیہ سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے اور سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ بُعدِ فاصلہ کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ کتب خانہ سے بآسانی فائدہ نہین اُٹھا سکتے۔ علاوہ اس کے جس مکان مین کتب خانہ ہے وہ اب ناکافی ہو رہا ہے اور بلحاظ حفاظت کتب کے کچھ مناسب اور موزون بھی نہین ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہے کہ ایک وسیع عمارت خاص کتب خانہ کے واسطے جلد تیار کی جائے۔

دار العلوم کی عمارت شہر کے باہر ہے اور اُسکے قریب و جوار مین کوئی مسجد نہین ہے۔ ایک عظیم الشان مذہبی درسگاہ کے متعلق جہان طلبہ اور علما کی ایک معقول جماعت ہر وقت رہتی ہے کسی مسجد کا نہونا کس قدر افسوسناک ہے، مسجد نہونے کی وجہ سے جو تکلیف ہے وہ شب و روز مین پانچ دفعہ محسوس ہوتی ہے۔ مجوزہ مسجد کا نقشہ مسجد نبویؐ کے مطابق تیار کیا گیا ہے اور اسکی تعمیر جسقدر خیر و برکت اور حصول ثواب کا باعث ہے اس مین کس کو شبہ ہو سکتا ہے خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ اُسکی بے حد ضرورت ہے۔

خاتمۂ سخن

سنہ ۱۳۳۱ھ مین جب دار العلوم کا خاکہ تیار کیا گیا تھا تو اُسکے وسیع کاروبار کی اہمیت کے لحاظ سے قوم سے دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا تھا، جن لوگون نے دار العلوم کا مسودہ ملاحظہ فرمایا ہے وہ اس بات کا صحیح اندازہ کرسکتے ہین کہ دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ اس عظیم الشان منصوبہ کے سامنے کچھ زیادہ نہین ہے۔

جس قوم نے دو تین سال کے اندر مسلم یونیورسٹی اور مجروحین جنگ بلقان وطرابلس کے لئے ایک کرور سے زیادہ روپیہ چندہ مین دیدیا ہے اُسکے نزدیک مذہبی دار العلوم کے لئے چند لاکھ روپیہ فراہم کردینا ناممکن نہین ہے۔

اگر اب بھی اُس خواب کی تعبیر ظاہر ہو تو مسلمانون کو وہ برکات وفوائد حاصل ہوسکتے ہین جن کا کسی دوسری صورت سے حاصل ہونا دشوار ہے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ط

سید عبد الحی ناظم ندوۃ العلما
لکھنؤ

۱۱ - جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

مطبوعۂ شاہی پریس لکھنؤ